قومی نصاب ۲۰۲۲-۲۳ء کے مطابق

درسی کتاب

اُردو

بارھویں جماعت کے لیے

قومی نصاب کونسل

وفاقی وزارتِ تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت حکومتِ پاکستان

نیشنل بُک فاؤنڈیشن

بہ طور

وفاقی ٹیکسٹ بُک بورڈ، اسلام آباد

www.ilmkidunya.com

حکومتی منظوری

اس درسی کتاب کی منظوری قومی نصاب کونسل، وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت، اسلام آباد کی جانب سے خط نمبر F.No.1-12/2024/NCC/Urdu-NBF مورخہ 11 اپریل، 2025ء کے ذریعے دی گئی ہے

©2025 نیشنل بک فاؤنڈیشن بطور وفاقی ٹیکسٹ بک بورڈ

اس اشاعت کے تمام حقوق محفوظ ہیں۔ اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ بغیر نیشنل بک فاؤنڈیشن کی تحریری اجازت کے کسی بھی شکل یا طریقے سے، خواہ وہ الیکٹرانک، میکانیکی، فوٹو کاپی، ریکارڈنگ یا کوئی اور طریقہ ہو دوبارہ تخلیق، ذخیرہ یا منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ غیر مجاز استعمال، نقل، یا تقسیم سختی سے ممنوع ہے اور قانونی کارروائی کا سبب بن سکتی ہے۔

درسی کتاب اردو بارھویں جماعت کے لیے

(قومی نصاب ۲۳-۲۰۲۲ء کے مطابق)

مصنفین

امجد اقبال (منتظم مصنف)۔ ڈاکٹر خالدہ اقبال یاسر۔ محمد شاہین ملتانی بلوچ

معاونین: شہزاد احمد، ذوالفقار احمد، شاہد و حریبہ (ڈیزائنرز)

نگران نصاب اور جائزہ

ڈاکٹر تبسم ناز

ڈائریکٹر، قومی نصاب کونسل، وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت، حکومت پاکستان، اسلام آباد

قومی نصاب کونسل کی جائزہ کمیٹی کے ممبران

ڈاکٹر فوزیہ اسلم، محترمہ وجیہہ رضوی، محترم جاوید اقبال راجا

ڈیسک آفیسر: صائمہ عباس (ایجوکیشن آفیسر) قومی نصاب کونسل

نگران جائزہ کمیٹی (ایف بی آئی ایس ای)

مرزا علی، ڈائریکٹر (ٹیسٹ ڈویلپمنٹ)

(ایف بی آئی ایس ای) کی جائزہ کمیٹی کے ممبران

ڈاکٹر سید محسن علی عابدی، مسز کشور ناہید، جناب انوار الحق، جناب شاہد محمود

ڈیسک آفیسر: سید ذوالفقار شاہ، ڈپٹی ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ اکیڈیمک

نگران درسی کتب نیشنل بک فاؤنڈیشن

ڈاکٹر کامران جہانگیر، مینیجنگ ڈائریکٹر، نیشنل بک فاؤنڈیشن

انچارج درسی کتب نیشنل بک فاؤنڈیشن

منصور احمد، ڈپٹی ڈائریکٹر

یہ درسی کتاب پاکستان میں پرنٹ کی گئی ہے

اشاعت اول۔ طباعت اول: جون 2025ء | صفحات: 176 | تعداد: 100000

قیمت: -/240 روپے، کوڈ: STU-523، آئی ایس بی این: 978-969-37-1834-8

طابع: عثمان حیدر پرنٹرز، اسلام آباد

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی دیگر اشاعتوں کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رابطہ کیجیے، ویب سائٹ www.nbf.org.pk ملاحظہ کریں۔
آپ ہمیں اس نمبر 051-9261125 پر فون یا ای میل books@nbf.org.pk کے ذریعے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔
اس درسی کتاب کے بارے میں اپنی رائے دینے کے لیے mbftextbooks@gmail.com اور textbooks@snc.gov.pk پر ای میل بھیجیے۔

نوٹ: اس کتاب میں شامل تمام تصاویر، آرٹ ورک، نقشہ جات وغیرہ صرف تعلیمی اور تشہیری مقاصد کے لیے ہیں، جو عوامی مفاد کے لیے فلاحی سند ہیں۔

پیش لفظ

اُردو کی یہ نصابی کتاب برائے جماعت بارھویں قومی نصاب ۲۳۔۲۰۲۲ء کے مطابق تیار کی گئی ہے۔

بارھویں جماعت کی سطح کے بعد زبان و بیان میں قدرے رفعت اور طرزِ بیان میں ادبیت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نظم و نثر اور زبان کے دیگر اصول و اسالیب کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے۔ مشقی سلسلے میں بھی نصابی حاصلات کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، چناں چہ بارھویں جماعت کی درسی کتاب کی تیاری کے دوران میں اِن پہلوؤں کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ اس میں پاکستانی اُردو کے جدید تقاضوں کی طرف بھی نشان دہی کی گئی ہے۔ خاص طور پر نثر کی مختلف اصناف، صحافتی اُردو، دفتری اُردو، عدالتی اُردو، سائنسی اور تکنیکی اُردو، کمپیوٹر اور موبائل فون کی زبان کے بہت سے ایسے پہلو ہیں، جن سے طلبہ کو روشناس کرانے کی ضرورت ہے۔ یادر ہے کہ ہمیں زبان کا استعمال سکھانا ہے۔ اساتذہ کو زیادہ زور اسی پہلو پر دینا ہو گا۔ خاص طور پر کمپیوٹر ٹیکنالوجی، موبائل فون اور ویب سائٹس کے حوالے سے اُردو کو جو حیثیت حاصل ہے، اسے تدریس کا حصّہ بنانا ہو گا۔ یہ ذمے داری اُردو کے اساتذہ پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے روزمرہ اسباق میں کس طرح سے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ لائبریری سے طلبہ کے ربط و ضبط اور شوق کی ترویج کے لیے کہیں کہیں اضافی معلومات اور سرگرمیاں دی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں بھی اساتذہ کی رہ نمائی درکار ہو گی۔ اسباق، منظومات اور غزلیات کے ساتھ ہی طلبا و طالبات کی رہ نمائی کے لیے اضافی معلومات کی غرض سے مصنّفین اور شعرا کا مختصر تعارف بھی دے دیا گیا ہے۔ معیار کی رفعت، تدریسی حاصلات، ذہنی رسائی اور اُسلوب کی پیروی ہمارا نصب العین ہے۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن نے مؤثر تدریسی مراحل کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اور خصوصی کاوشیں بہ روئے کار لاتے ہوئے مواد اور مثالوں سے اس درسی کتاب کو شائع کیا ہے۔ مزید یہ کہ اساتذہ کی رہ نمائی کے لیے ہر سبق کے آغاز میں حاصلاتِ تعلم بھی دے دیے گئے ہیں۔ بارھویں جماعت کی اس نصابی کتاب کی تیاری میں مؤلفین اور نیشنل بک فاؤنڈیشن کی ٹیم کی مساعی لائقِ تحسین ہیں۔ قومی نصاب ۲۳-۲۰۲۲ء کی پانچوں مہارتوں سننا، بولنا، پڑھنا، لکھنا اور قواعد/زبان شناسی کے تمام حاصلاتِ تعلم کی روشنی میں اسباق کی مشقیں تیار کی گئی ہیں اور تمام مجوزہ عنوانات کو بھی شاملِ کتاب کر دیا گیا ہے۔

حتیٰ الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کتاب غلطیوں سے پاک ہو۔ حکومتِ پاکستان کی ہدایات کے مطابق کتابوں میں اس بات کو بھی یقینی بنایا گیا ہے کہ مختلف حوالوں سے وزارتِ مذہبی امور کی جانب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے حوالے سے جو نوٹیفکیشن جاری ہوتے رہے ہیں ان پر بھی مکمل طور پر عمل کیا جائے۔ ان نوٹیفکیشنز پر دی گئی ہدایات اور سفارشات پر حتیٰ الامکان عمل کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔ چوں کہ یہ کتاب قومی نصاب ۲۳-۲۰۲۲ء کی روشنی میں ٹیسٹ ایڈیشن کے طور پر شائع کی جا رہی ہے اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی لسانی اور علمی نوعیت کی غلطیاں ملیں تو ہمیں ان سے آگاہ فرمائیں اور مزید بہتری کے لیے اپنی تجاویز پیش کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں ان کی درستی کی جا سکے۔ اس کے لیے ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہو گا۔

ڈاکٹر کامران جہانگیر

مینجنگ ڈائریکٹر

اس نصابی کتاب کی روزمرہ زندگی میں افادیت

دنیا کے تمام معاشروں اور تہذیبوں میں قومی زبان کو ایک بنیادی پہچان اور شناخت سمجھا جاتا ہے اور اسی بنا پر زبان وادب کی تدریس و تعلّم کو بھی لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ اِس سے انسان کو اپنے اظہار وابلاغ میں نکھار پیدا کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے تا کہ زندگی میں آگے چل کر وہ کسی بھی شعبے یا علم وفن کا انتخاب کر سکے۔ اس طرح وہ اپنی بات کو بہتر اور متاثر کُن انداز میں بیان کرنے سے قاصر نہیں رہتا۔ اسی نقطۂ نظر کو پیشِ نظر رکھ کر بارھویں جماعت کی اُردو لازمی کی کتاب کے مواد کو ترتیب دیا گیا ہے۔ اسے پڑھ کر طلبہ کو زبان وادب کے مختلف اندازِ بیان اور محضروں کی خصوصیات سے واقفیت ہو جائے گی۔ تمام اسباق میں مصنّفین اور شعرا کے تعارف میں حوالے کے طور پر دیگر کتب کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے تا کہ طلبہ میں وسعتِ مطالعہ اور تحقیق کا ذوق و شوق پیدا ہو۔ اُردو زبان کی وسعت، مطالعے، زرخیزی، اہمیت اور افادیت کا احساس جاگزیں ہو سکے۔

شاعری کی تدریس و تعلّم کا مقصد یہ ہے کہ طلبا و طالبات اپنی داخلی دنیا کی واردات، اپنی ذات اور شعور و آگہی کا انکشاف و اظہار کر سکیں کیوں کہ ایک انسان کے جذبات و احساسات، تخیل کے ساتھ مل کر ایک خاص نظم کے تحت مخصوص ہیئت میں اظہار کی راہ پاتے ہیں تو اُس سے شاعری وجود میں آتی ہے۔ یہ اظہار دوسرے انسانوں کو فرحت اور لذت بخشتا ہے اُن کے احساسِ حُسن اور ذوقِ جمال کی تشفّی کا باعث بنتا ہے۔ ادب اور فن اس جمالیاتی پہلو کے بغیر وجود میں ہی نہیں آسکتے۔

حمد اور نعت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و عقیدت اور لطف و کرم کو اجاگر کیا گیا ہے تا کہ حمد کو پڑھ کر طلبہ ربِّ کریم کی کرشمہ سازیوں سے آگاہ ہو سکیں اور نعت پڑھنے سے طلبہ، رسولِ کریم ﷺ کی اس عظیم نعمت سے آگاہ ہو سکیں جو آپ ﷺ کی بعثت سے بنی نوعِ انسان کو حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ نظمیہ اشعار پڑھ کر نہ صرف ان کا خلاصہ لکھنا بلکہ مصرعوں، شعروں، نظموں کے تلفظ، آہنگ، لحن، اور ادائی سے لطف اندوز ہونا بھی سیکھ سکیں گے۔ معلوماتی کتب، انسائیکلوپیڈیاز، انٹرنیٹ سے حوالہ جاتی مواد تلاش کرنے کی بھی مشق ہو جائے گی۔

عہدِ جدید میں سیرت و کردار کی تعمیر و تشکیل کی ضرورت و اہمیت دوچند ہو گئی ہے۔ ایسے میں اُسوۂ حسنہ بنی نوعِ انسان کے لیے ایک مینارۂ نُور کی حیثیت رکھتا ہے جس سے زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والا ہر انسان روشنی حاصل کر کے اپنی زندگی کی تیرہ راتوں کو جگمگا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے نقشِ قدم پہ چل کے قوموں اور نسلوں کے مستقبل کو سنوارا جا سکتا ہے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر "کمالِ نفس اور مکارمِ اخلاق" سبق کو شامل کیا گیا ہے۔ مشقی سوالات میں طلبہ کو ذرائع ابلاغ سے خبروں، ڈراموں اور فیچروں میں اُٹھائے گئے اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی نکات کو سمجھ کر اُن پر گفت گو کرنا بھی سکھایا گیا ہے۔

سبق "محشر" پڑھنے سے طلبہ پر یہ بات واضح ہو گی کہ اقوامِ عالم کی پہچان اور شناخت دراصل اُن کا عمل اور کردار ہوتا ہے۔ ہمیں مثبت اقدار و روایات کا عَلَم بردار ہونا چاہیے تا کہ ہم شخصی اور اِنفرادی طور پر دُنیا میں سر اٹھا کر چلنے کے قابل ہو سکیں۔ ہر کوئی انفرادی طور پر اپنی عادات واطوار کی اصلاح

www.ilmkidunya.com

کرتے ہوئے ذہن و دل سے حسد، بُغض، نفرت، ریاکاری، دھوکے اور فریب جیسی شخصی خامیوں کو ختم کر کے اُخوت، بھائی چارے، رواداری، جذبۂ ایثار و قربانی کو فروغ دے گا تو آگے چل کر یہ قوم کا مزاج بن جائے گا کیوں کہ قومیں افراد سے بنتی ہیں اور ہر فرد ملت کے مقدر کا ستارا ہوتا ہے۔

انسانی رشتوں میں سب سے خُوب صورت ماں کا رشتہ ہوتا ہے۔ گھر بھر میں ماں کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ ماں ہی ہے جس کے دَم سے گھر کی چار دیواری میں رونقیں اور چہل پہل قائم دائم رہتی ہے۔ سبق "ماں جی" کی تدریس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ماں کس طرح براہِ راست یا بالواسطہ اپنی اولاد کی ذہنی، فکری، نفسیاتی اور جسمانی تربیت کر کے اُسے عملی زندگی کی باریکیاں اور نزاکتیں سکھاتی ہے۔

ڈراما "رُستم و سہراب" پڑھنے سے انسانی رویوں کے مطالعے اور مشاہدے ضرورت اُجاگر ہوتی ہے۔ اولاد معاشی، سماجی اور جسمانی اعتبار سے کتنی ہی قد آور اور مضبوط و مستحکم ہو جائے اُسے اپنے والد کے سامنے سر اُٹھانے کی جرات نہ ہوتی ہے اور نہ ہونی چاہیے۔ سہراب اپنی جان تو دے دیتا ہے لیکن رُستم پر اپنی جسمانی طاقت کی برتری ثابت نہیں کرتا محض اِس بنیاد پر کہ اُسے احوال و آثار سے لگتا ہے کہ یہ اُس کا والد ہے۔ اسی لیے تو دورانِ جنگ وہ بار بار رُستم سے اس کا نام پوچھتا ہے۔ اسی طرح روز مرہ زندگی میں ہمیں یہ سیکھنے کا موقع بھی ملے گا کہ اپنی طاقت کے زُعم میں مبتلا ہو کر ضد بازی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے ورنہ ناقابلِ تلافی نقصان اُٹھانا پڑ سکتا ہے جو عمر بھر کے لیے پچھتاوا بن جائے گا۔ جس طرح رستم اپنے ہی بیٹے کو قتل کر دیتا ہے اگرچہ اُس کا بیٹا سہراب اُس سے برابر استفسار کرتا رہا کہ اپنا نام بتاؤ۔ سہراب مرتے وقت بھی اپنے والد کی عظمت بیان کرتے ہوئے اُسے کہتا ہے کہ تم نے مجھے مار دیا ہے، اب تمھیں میرا باپ رستم نہیں چھوڑے گا۔ تب رستم کی آنکھیں کھلتی ہیں کہ یہ میں نے کیا کر دیا؟

"شاخوں پہ جلے بسیرے" پڑھ کر روز مرہ زندگی میں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا۔ عروج کے دنوں میں زوال کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ حالات کسی وقت بھی پلٹا کھا سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے دلوں میں کینہ پروری کا جذبہ رکھنے کے بہ جائے پیار، محبت اور رواداری سے پیش آنا چاہیے۔

"شروع قصے کا" پڑھ کر طلبہ کو یہ معلوم ہوگا کہ روز مرہ زندگی میں حالات کی تلخیاں جس قدر بھی بڑھ جائیں، ہمارے ہاتھ پاؤں نہیں پھولنے چاہییں۔ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، امید کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ چھوٹے۔ خدا نے اگر دنیاوی طور پر اپنے لطف و کرم سے نواز رکھا ہے تو شکرانے کے طور پر خلوصِ دل سے مخلوقِ خدا کی خدمت اور رفاہِ عامہ کو اپنا شیوہ اور شعار بنائیں۔ ایسا کرنے سے خدا ہماری زندگی میں جو کمی رہ گئی ہوگی وہ بھی پوری کر دے گا۔ اس کے علاوہ اس سبق کے مشقی سوالات میں درخواست، خط، دعوت نامے یا ای میل (Email) کی تیاری بھی سکھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

سبق "بہادر خان کی سرگزشت" ایک لوک کہانی ہے۔ اِسے پڑھنے سے پاکستان کے دیگر علاقوں کے رسم و رواج، تہذیب و ثقافت سے آگاہی حاصل ہوگی۔ قومی سطح پر محبت و یگانگت کی فضا پیدا کرنے میں مدد حاصل ہوگی۔ مزید یہ کہ ہمیں توہمات اور ضعیف الاعتقادی سے کس طرح خود کو بچانا ہے، طلبہ یہ بھی جان سکیں گے۔ مشقی سوالات میں اس بات کی تدریس کو بھی حصہ بنایا گیا ہے کہ طلبہ کسی خبر، کالم، رپورٹ کی جزئیات کو پڑھ کر تنقید و تبصرہ بھی کر سکیں یعنی انھیں کسی موضوع پر فی البدیہہ متاثر کن انداز میں کی بولنے کی مہارت بھی حاصل ہو جائے۔

روز مرہ معاملات و معمولات میں ضرورت سے زیادہ سنجیدگی کے احساس نے بھی ہمیں مضطرب کر رکھا ہے۔ ایسے میں طنز و مزاح اور شگفتہ بیانی ہمیں ذہنی تناؤ سے نجات دلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سبق "کافی" کی تدریس و تعلم سے یہ آگاہی دی جا سکے گی کہ ہم پر دوسری تہذیبوں کے اثرات کس حد تک مرتب ہو رہے ہیں۔

www.ilmkidunya.com

سبق ''مینار'' اور ''نظریۂ پاکستان'' کو پڑھ کر طلبہ پاکستان، پاکستانیت اور اس کی تاریخ اور شناخت کی عَلم بردار علامتوں کے پس منظر اور پیش منظر سے آگاہ ہو سکیں گے۔ اسلامی اور مغربی نظریۂ قومیت اور وطنیت سے واقفیت حاصل ہو گی۔ جذبۂ حب الوطنی کو فروغ حاصل ہو گا۔

نظم ''میں روزے سے ہوں'' میں شاعر نے طنزیہ اور مزاحیہ انداز میں ہمارے ایک سماجی رویے کو بیان کیا ہے کہ ہم ایک مذہبی فریضے کی ادائیگی کرتے ہوئے روزمرہ زندگی کے معاملات سے کس طرح پہلو تہی برتتے ہیں۔ نظم کی تدریس سے طلبہ کو یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ مذہبی فرائض کی ادائیگی ہمیں تساہل پسند اور سست نہ بنائے۔ طنز و مزاح کا تو مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ اُن خامیوں کی ہلکے پھلکے انداز میں نشان دہی کر دی جائے جنھیں ہم سنجیدہ الفاظ میں سننا شاید پسند نہ کریں۔

نظم ''نثار میں تیری گلیوں پہ'' پڑھنے سے یہ شعور اجاگر ہوتا ہے کہ ملک و قوم کی ترقی کے لیے سماجی انصاف اور مساوات کس قدر اہم ہے۔ ظالم کو ظالم اور ظلم کو ظلم کہنا صرف شاعروں ادیبوں کی نہیں بلکہ ہم سب کی ذمے داری ہونی چاہیے، یہی زندہ قوموں کا شیوہ اور شعار ہوتا ہے۔ نظم ''انسانِ کامل کی برکات'' پڑھنے سے اُن فیوض و برکات سے آگاہی ہو گی جو بعثتِ نبوی ﷺ سے عالمِ انسانیت کو حاصل ہوئے۔ نظم ''نئی نسل کا نوحہ'' پڑھ کر طلبا و طالبات اپنی ذمے داریوں اور مستقبل کے تقاضوں سے خود کو ہم آہنگ کر سکیں گے کہ رائیگانی کے سفر سے خود کو کس طرح محفوظ رکھنا ہے۔ اس کے علاوہ مشقی سوالات میں کسی موضوع پر مدلل اور مؤثر انداز میں تقریر کرنے کے فن سے بھی طلبہ آگاہ ہو سکیں گے۔ ''داستان تیاری میں باغ کی'' پڑھ کر طلبہ کو یہ بات سمجھ آئے گی کہ حقیقی اور شاعری کی دنیا میں کتنا فرق ہے؟ انسان اپنے تخیل میں فکری طور پر اس دنیا کو کتنا خوب صورت باغ بنانے کی خواہش رکھتا ہے؟ اس نظم میں طرح طرح کے پھولوں کے ناموں سے آگاہی ملے گی جنھیں ہم نے اپنی روزمرہ زندگی سے بے دخل کر دیا ہے۔

''حصہ غزل'' کی تدریس سے یہ سمجھ میں آئے گا کہ الفاظ کو درست تلفظ اُتار چڑھاؤ اور آہنگ سے کس طرح ادا کیا جائے۔ مختلف قسم کے خیالات، آرا اور رد ّیوں کا تعلق سمجھ کر اپنی رائے دے سکیں۔ لغت، تھیسارس، قاموس مترادفات، انسائیکلوپیڈیاز، لغات سے مواد کی تلاش اور کسی موضوع کے حق یا مخالفت میں مدلل بات کرنا سیکھ سکیں گے۔ حصّہ غزل پڑھ کر طلبہ یہ بات بھی سیکھیں گے کہ ایک ہی بات کو مختلف اور منفرد اسالیب اور ذریعوں سے بیان کر سکیں۔ مباحثے، سیمیناروں میں اپنی بات کو کس طرح جوش و ولولے، تاثر اور دلیل کے ساتھ پیش کرنا ہے، اس حوالے سے بھی غزلیات کی مشقوں کو ترتیب دیا گیا ہے۔ ڈیجیٹل لائبریری/لائبریری کی درجہ بندی اور فہرست کو سمجھ کر اسے استعمال کرنے کی مہارت بھی طلبہ کو حاصل ہو جائے گی۔

فرہنگ سے مشکل الفاظ کے معانی سمجھنے اور ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ممکن ہو سکے گا۔ اہلِ علم و دانش، اساتذہ کرام اور والدین سے بھی گزارش ہے کہ اس موضوع سے متعلق اپنے مثبت افکار و خیالات سے بھی مستفید فرمائیں تا کہ اس عبارت کو مزید جامع اور اثر انگیز بنایا جا سکے۔

امجد اقبال

ایسوسی ایٹ پروفیسر

(منتظم مصنف)

www.ilmkidunya.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

فہرست اسباق

نمبر شمار	عنوان		صفحہ نمبر
	حصہ نثر		
۱۔	کمالِ نفس اور مکارمِ اخلاق	مولانا صفی الرحمن مبارک پوری	۸
۲۔	محشر	غوث بہار	۱۸
۳۔	ماں جی	قدرت اللہ شہاب	۲۷
۴۔	رستم و سہراب	آغا حشر کاشمیری	۳۷
۵۔	شاخوں پہ جلے ہوئے بسیرے	شمس الرحمٰن فاروقی	۴۵
۶۔	شروع قصے کا	میر امن دہلوی	۵۸
۷۔	بہادر خان کی سرگزشت	انور رومان	۷۰
۸۔	کافی	مشتاق احمد یوسفی	۷۷
۹۔	مینار	مختار مسعود	۸۴
۱۰۔	نظریۂ پاکستان	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان	۹۳
	حصہ نظم		
۱۔	حمد	سید صبیح الدین رحمانی	۱۰۰
۲۔	نعت	افتخار عارف	۱۰۵
۳	میں روزے سے ہوں	سید ضمیر جعفری	۱۱۲
۴۔	نثار میں تری گلیوں کے...	فیض احمد فیض	۱۱۵
۵۔	انسانِ کامل کی برکات	حفیظ جالندھری	۱۲۲
۶۔	نئی نسل کا نوحہ	امجد اسلام امجد	۱۲۸
۷۔	داستان تیاری میں باغ کی	میر حسن	۱۳۳
	حصہ غزل		
۱۔	جگ میں آکر ادھر اُدھر دیکھا	خواجہ میر درد	۱۴۰
۲۔	سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں	مرزا اسد اللہ غالب	۱۴۵
۳۔	ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں	علامہ اقبال	۱۴۹
۴۔	وہی خواب آنکھوں میں ڈال دے جو نشاطِ شام وصال دے	محسن احسان	۱۵۵
۵۔	یہ فخر تو حاصل ہے بُرے ہیں کہ بھلے ہیں	ادا جعفری	۱۶۲
*	فرہنگ		۱۶۷

www.ilmkidunya.com

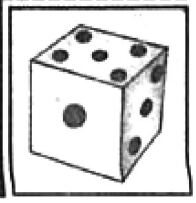

1 کمالِ نفس اور مکارمِ اخلاق

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- پڑھے گئے متن کے کسی حصے کو دہراتے ہوئے حوالوں اور دلائل کے ساتھ اظہار رائے کرتے ہوئے متعلقہ حصے پر جزئیات کے ساتھ تبصرہ پیش کر سکیں۔
- کلام/بات کو آغاز/درمیان سے سن کر نظم و نثر کے مرکزی خیال، نکتے یا تصور تک رسائی حاصل کر کے سیاق و سباق کو سمجھ اور موضوع کو بیان کر سکیں۔
- کسی بھی نظم یا نثر کو پڑھ کر اس کے اہم نکات کا خلاصہ لکھ سکیں۔
- کسی بھی نظم یا نثر کو پڑھ کر مصنف/شاعر اور قاری کے نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی خیال تحریر کر سکیں۔
- بات کو درمیان سے سن کر سیاق و سباق کے ساتھ بیان کر سکیں۔
- ذرائع ابلاغ سے خبروں، ڈراموں اور فیچروں وغیرہ میں اٹھائے گئے اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی نکات سن کر استحسانی اور تنقیدی گفتگو کر سکیں۔
- حروف فجائیہ: تحریر و تقریر میں تاثر لانے والے الفاظ (ندا، تحسین، نفرین، تاسف، انبساط، تنبیہ، استعجاب، تہنیت، تمنا اور قسم) کی نشان دہی کرتے ہوئے استعمال کر سکیں۔
- مختلف عبارتیں پڑھ کر ان میں درج معلومات اور تصورات کی پیش کش پر تبصرہ کرتے ہوئے قارئین پر ان کے اثرات کا تجزیہ کریں۔

خاص الفاظ					
	جوامع الکلام	فصاحت وبلاغت	قوّتِ تخاطب	شستگیِ الفاظ	بدویوں
	زورِ بیان	حاشیہ بردار	صِلہ رحمی	خبر گیری	شمائل وخصائل

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی روشنی میں اپنے کردار اور شخصیت کے سنوارنے کے حوالے سے معلومات بہم پہنچائیں۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو یہ سبق پڑھنے پہ مجبور نہ کیا جائے۔

پڑھیں

پڑھنے سے پہلے پوچھیں

مولانا شبلی نعمانی کی "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم" اور "الرحیق المختوم" کے موضوع کا کیا فرق ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے۔ آپ طبیعت کی روانی، لفظ کے نکھار، فقروں کی جزالت، معانی کی صحت اور تکلف کی دُوری کے ساتھ ساتھ جوامعُ الکلام (جامع باتوں) سے نوازے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو نادر حکمتوں اور عرب کی تمام زبانوں کا علم عطا ہوا تھا۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہر قبیلے سے اُسی کی زبان اور محاوروں میں گفت گو فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں بدویوں کا زورِ بیان اور قوّتِ تخاطب اور شہریوں کی شستگیِ الفاظ شگفتگی و شائستگی جمع تھی اور وحی پر مبنی تائیدِ ربانی الگ سے۔

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

بُردباری، قوتِ برداشت، قُدرت پا کر درگُذر اور مشکلات پر صبر ؛ایسے اوصاف تھے جن کے ذریعے اللہ نے آپ ﷺ کی تربیت کی تھی۔ ہر حلیم و بُردبار کی کوئی نہ کوئی لغزش اور کوئی نہ کوئی زبان کی بے احتیاطی جانی جاتی ہے مگر نبی ﷺ کی بلندیِ کردار کا یہ عالَم تھا کہ آپ ﷺ کے خلاف دشمنوں کی ایذارسانی اور بدمعاشیوں کی خودسری و زیادتی جس قدَر بڑھتی گئی آپ ﷺ کے صَبر و حِلم میں اُسی قدر اِضافہ ہوتا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ وہی کام اختیار فرماتے جو آسان ہوتا، جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔ اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ سب سے بڑھ کر اُس سے دُور رہتے۔ آپ ﷺ نے کبھی اپنے نَفس کے لیے انتقام نہ لیا۔ البتہ اگر اللہ کی حُرمت چاک کی جاتی تو آپ ﷺ اللہ کے لیے انتقام لیتے۔

آپ ﷺ سب سے بڑھ کر غیظ و غضب سے دُور تھے اور سب سے جلد راضی ہو جاتے تھے۔ جُود و کَرم کا وَصف ایسا تھا کہ اِس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ آپ ﷺ اُس شخص کی طرح بخشش و نوازِش فرماتے تھے جسے فقر کا اندیشہ ہی نہ ہو۔ اِبنِ عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سب سے بڑھ کر پیکرِ جُود و سَخا تھے اور آپ ﷺ کا دریائے سخاوت، رمضان میں اُس وقت زیادہ جوش پر ہوتا جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات فرماتے اور قرآن کا دَور کراتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ایسا کبھی نہ ہُوا کہ آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ ﷺ نے "نہ" کہہ دیا ہو۔

شجاعت، بہادری اور دلیری میں بھی آپ ﷺ کا مقام سب سے بلند اور معرُوف تھا۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ دلیر تھے۔ نہایت کٹھن اور مشکل مواقع پر جب کہ اچھے اچھے جاں بازوں کے پاؤں اُکھڑ گئے، آپ ﷺ اپنی جگہ برقرار رہے اور پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے ہی بڑھتے گئے۔ پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی۔ بڑے بڑے بہادر بھی کبھی نہ کبھی بھاگے اور پسپا ہوئے ہیں مگر آپ ﷺ میں یہ بات کبھی نہیں پائی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب زور کا رَن پڑتا تھا اور جنگ کے شعلے خُوب بھڑک اُٹھتے تو ہم رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی آڑ لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی دشمن کے قریب نہ ہوتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک رات اہلِ مدینہ کو خطرہ محسوس ہُوا۔ لوگ شور کی طرف دوڑے تو راستے میں رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ واپس آتے ہوئے ملے۔ آپ ﷺ لوگوں سے پہلے ہی آواز کی جانب پہنچ کر، خطرے کے مقام کا جائزہ لے چکے تھے۔ اُس وقت آپ ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے، بغیر زین کے گھوڑے پر سوار تھے۔ گردن میں تلوار حمائل کر رکھی تھی اور فرما رہے تھے: "ڈرو نہیں، ڈرو نہیں۔" (کوئی خطرہ نہیں)

آپ ﷺ سب سے زیادہ حیادار اور تھے۔ ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب آپ ﷺ کو کوئی بات ناگوار گزرتی تو چہرے سے پتا لگ جاتا۔ اپنی نظریں کسی کے چہرے پر گاڑتے نہ تھے۔ نگاہ پست رکھتے تھے اور آسمان کی بہ نسبت زمین کی طرف نظر زیادہ دیر تک رہتی تھی۔ عموماً نیچی نگاہ سے تاکتے۔ حیا اور کرمِ نفس کا یہ عالَم تھا کہ کسی سے ناگوار بات رُوبہ رُو نہ کہتے اور کسی کی کوئی ناگوار بات آپ ﷺ تک پہنچتی تو نام لے کر اُس کا ذکر نہ کرتے بلکہ یوں فرماتے کہ کیا بات ہے کچھ لوگ ایسا کر رہے ہیں۔ فرزُدق کے اس شعر کے سب سے زیادہ صحیح مصداق آپ ﷺ تھے:

یغضی حیاء و یغضی من مھابۃ فلا یکلم الا حین یبتسم

(ترجمہ: آپ ﷺ حیا کے سبب اپنی نگاہ پست رکھتے تھے اور آپ ﷺ کی ہیبت کے سبب نگاہیں پست رکھی جاتی تھیں، چناں چہ آپ ﷺ سے اُسی وقت گفت گو کی جاتی ہے جب آپ ﷺ تبسّم فرما رہے ہوں۔)

آپ ﷺ سب سے زیادہ عادل، پاک دامن، صادق اللہجہ اور عظیم الامانۃ تھے۔ اس کا اعتراف آپ ﷺ کے دوست دشمن سب کو ہے۔ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کو امین کہا جاتا تھا اور دورِ جاہلیت میں آپ ﷺ کے پاس فیصلے کے لیے مقدمات لائے جاتے تھے۔ جامع ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار ابو جہل نے آپ ﷺ سے کہا: "ہم آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں کہتے البتہ آپ ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں، اُسے جُھٹلاتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فانھم لایکذبونك ولکن الظلمین۔۔۔۔۔۔۔(۳۳،۶)

(ترجمہ: یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں)

ہرقل نے ابو سفیان سے دریافت کیا کہ کیا اس نبی ﷺ نے جو بات کہی ہے، اس کے کہنے سے پہلے تم لوگ اُس پر جھوٹ کا الزام لگاتے تھے؟ تو ابو سفیان نے جواب دیا کہ "نہیں"۔

آپ ﷺ سب سے زیادہ متواضع اور تکبّر سے دُور تھے۔ جس طرح بادشاہوں کے لیے ان کے خُدام وحاشیہ بردار کھڑے رہتے ہیں اِس طرح اپنے لیے آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کو کھڑے ہونے سے منع فرماتے تھے۔ مسکینوں کی عیادت کرتے تھے، فقرا کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے، غلام کی دعوت منظور فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم میں کسی امتیاز کے بغیر ایک عام آدمی کی طرح بیٹھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ اپنے جُوتے خُود ٹانکتے تھے، اپنے کپڑے خود سیتے تھے اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر کے کام کاج کرتا ہے۔ آپ ﷺ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ اپنی بکری خود دوہتے اور اپنا کام خود کرتے تھے۔

آپ ﷺ سب سے بڑھ کر عہد کی پابندی اور صلہ رحمی فرماتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ شفقت و رحم و مروت سے پیش آتے تھے۔ رہائش اور ادب میں سب سے اچھے تھے۔ آپ ﷺ کا اخلاق سب سے زیادہ کشادہ تھا۔ بد خُلقی سے سب سے زیادہ دُور و نُفور تھے۔ نہ لعنت کرتے تھے، نہ بازار میں چیختے چلاتے تھے، نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ معافی اور دَرگُذر سے کام لیتے تھے۔ کسی کو اپنے پیچھے چلتا ہوا نہ چھوڑتے تھے اور نہ کھانے پینے میں اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے ترفّع اختیار فرماتے تھے۔ اپنے خادم کا کام خود ہی کر دیتے تھے۔ کبھی اپنے خادم کو اُف نہیں کہا نہ اس پر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر عتاب فرمایا۔ مسکینوں سے محبت کرتے، ان کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے اور ان کے جنازوں میں حاضر ہوتے تھے۔ کسی فقیر کو اس کے فقر کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ سفر میں تھے۔ ایک بکری کاٹنے پکانے کا مشورہ ہُوا۔ ایک نے کہا: ذبح کرنا میرے ذمے۔ دوسرے نے کہا: کھال اُتارنا میرے ذمے۔ تیسرے نے کہا: پکانا میرے ذمے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ایندھن کی لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم آپ ﷺ کا کام کر دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں کہ تم لوگ میرا کام کر دو گے لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ تم پر امتیاز حاصل کروں کیوں کہ اللہ اپنے بندے کی یہ حرکت ناپسند فرماتا ہے کہ اپنے آپ کو اپنے رفقا سے ممتاز سمجھے۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے اُٹھ کر لکڑیاں جمع فرمائیں۔

www.ilmkidunya.com

آیئے! ذرا ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی رسول اللہ ﷺ کے اوصاف سنیں۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہ اپنی ایک طویل روایت میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہمیشہ غور و فکر فرماتے رہتے تھے۔ بلا ضرورت نہ بولتے تھے۔ دیر تک خاموش رہتے تھے، از اول تا آخر بات پورے منہ سے کرتے تھے یعنی صرف منہ کے کنارے سے نہ بولتے تھے۔ جامع اور دوٹوک کلمات کہتے تھے جن میں نہ فضول گوئی ہوتی تھی نہ کوتاہی۔ نرم خُو تھے۔ نعمت معمولی بھی ہوتی تو اس کی تعظیم کرتے تھے۔ کسی چیز کی مذمت نہیں فرماتے تھے۔ حق کو کوئی نقصان پہنچتا تو جب تک انتقام نہ لے لیتے آپ ﷺ کے غضب کو روکا نہ جاسکتا تھا۔ جب آپ ﷺ اشارہ فرماتے تو پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے اور تعجب کے وقت ہتھیلی پلٹتے۔ آپ ﷺ کی بیشتر ہنسی تبسم کی صورت میں تھی، مسکراتے تو دانت اولوں کی طرح چمکتے۔ ساتھیوں کو جوڑتے تھے، توڑتے نہ تھے۔ ہر قوم کے معزز آدمی کی تکریم فرماتے تھے اور اُسی کو اُن کا والی بناتے تھے۔ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی خبر گیری کرتے اور لوگوں کے حالات دریافت فرماتے۔ جو لوگ آپ ﷺ کے قریب رہتے تھے، وہ سب سے اچھے لوگ تھے اور اُن میں بھی آپ ﷺ کے نزدیک افضل وہ تھا جو سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہو اور سب سے زیادہ قدر آپ ﷺ کے نزدیک اُس کی تھی جو سب سے اچھا غم گسار و مددگار ہو۔

آپ ﷺ اُٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر ضرور فرماتے، جگہیں متعین نہ فرماتے۔۔۔ یعنی اپنے لیے کوئی امتیازی جگہ مقرر نہ فرماتے۔۔۔ جب قوم کے پاس پہنچتے تو مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے اور اسی کا حکم فرماتے۔ سب اہل مجلس پر برابر توجہ فرماتے حتیٰ کہ کوئی جلیس یہ محسوس نہ کرتا کہ کوئی شخص آپ ﷺ کے نزدیک اس سے زیادہ باعزت ہے۔ کوئی کسی ضرورت سے آپ ﷺ کے پاس بیٹھتا یا کھڑا ہوتا تو آپ ﷺ اتنے صبر کے ساتھ اُس کے لیے رُکے رہتے کہ وہ خُود ہی واپس ہوتا۔ کوئی کسی ضرورت کا سوال کر دیتا تو آپ ﷺ اُسے عطا کیے بغیر یا اچھی بات کہے بغیر واپس نہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی خندہ جبینی اور اخلاق سے سب کو نوازا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ سب کے لیے باپ کا درجہ رکھتے تھے اور سب آپ ﷺ کے نزدیک یکساں حق رکھتے تھے، کسی کو فضیلت تھی تو تقویٰ کی بنیاد پر۔ آپ ﷺ کی مجلس حلم و حیا اور صبر و امانت کی مجلس ہوتی تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور نہ حُرمتوں پر عیب لگتے تھے۔۔۔ یعنی کسی کی بے آبروئی کا اندیشہ نہ تھا۔۔۔ لوگ تقویٰ کی بہ دولت، باہم محبت و ہم دردی رکھتے تھے۔ بڑے کا احترام کرتے تھے، چھوٹے پر رحم کرتے تھے۔ حاجت مند کو نوازتے تھے اور اجنبی کو اُنس عطا کرتے تھے۔ خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے۔ اپنے پاؤں وغیرہ نہ پھیلاتے۔

حاصل یہ کہ نبی ﷺ بے نظیر صفاتِ کمال سے آراستہ تھے۔ آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو بے نظیر ادب سے نوازا تھا حتیٰ کہ اس نے خود آپ ﷺ کی تعریف میں فرمایا:

وانک لعلیٰ خلق عظیم (القلم: آیت ۴)

(ترجمہ: یقیناً آپ عظیم اخلاق پر ہیں۔)

اور یہ ایسی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے لوگ آپ ﷺ کی طرف کھنچ آتے۔ دِلوں میں آپ ﷺ کی محبت بیٹھ گئی اور آپ ﷺ کو قیادت کا وہ مقام حاصل ہُوا کہ لوگ آپ ﷺ پر وارفتہ ہوگئے۔ اِن ہی خوبیوں کے سبب آپ ﷺ کی قوم کی اکڑ اور سختی، نرمی میں تبدیل ہوئی۔ یہاں تک کہ یہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوگئی۔ یاد رہے کہ جن خوبیوں کا ذکر ہم نے کیا ہے وہ آپ ﷺ

www.ilmkidunya.com

کے کمال اور عظیم صفات کے مظاہر کی چند چھوٹی چھوٹی لکیریں ہیں۔ ورنہ آپ ﷺ کے شرف اور شمائل و خصائل کی بلندی اور کمال کا یہ عالم تھا کہ اُن کی حقیقت اور تہ تک نہ رسائی ممکن ہے نہ اس کی گہرائی ناپی جا سکتی ہے۔ بھلا عالم وجود کے اس سب سے عظیم بشر کی عظمت کی انتہا تک کس کی رسائی ہو سکتی ہے جس نے مجد و کمال کی سب سے بلند چوٹی پر اپنا نشیمن بنایا اور اپنے رب کے نُور سے اِس طرح منور ہوا کہ کتاب الٰہی ہی کو اُس کا وصف اور خُلق قرار دیا گیا یعنی:

ع قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

(الرحیق المختوم)

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری (۱۹۴۳ء۔۲۰۰۶ء)

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ایک سوانح نگار، عالم اور معروف مصنف تھے۔ اُتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ کے ایک گاؤں میں پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے دادا جان اور چچا جان سے حاصل کی جو زیادہ تر فارسی، عربی اور قرآن مجید سے متعلق تھی۔ اس کے بعد باقاعدہ تعلیم کے لیے مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور میں داخلہ لیا۔
آپ کی شہرہ آفاق تصنیف ''الرحیق المختوم'' ہے جو سیرتِ رسول ﷺ یا حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں اور زاویوں پر مستند ترین دستاویز سمجھی جاتی ہے۔ پہلے یہ کتاب عربی میں لکھی اور بعد میں خود ہی اس کا اردو ترجمہ بھی کر دیا۔ اسلام اور عدم تشدد، تذکرہ مولانا محمد بن عبدالوہاب، قادیانیت اپنے آئینے میں، کے علاوہ دیگر تصانیف بھی مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری کے علمی ترفع اور مقام و مرتبے کا ثبوت ہیں۔ آپ کو فارسی اور عربی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ ''الرحیق المختوم'' کو رابطۂ اسلامی مکہ کی طرف سے منعقدہ مقابلۂ سیرت النبی ﷺ میں پہلے انعام سے نوازا گیا۔ ۱۹۷۹ء میں منعقد ہونے والے اس مقابلے میں ساری دنیا سے دس ہزار سے زائد مقالے / مضامین پیش کیے گئے تھے۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری تریسٹھ سال کی عمر میں اس دنیائے فانی سے کُوچ کر گئے اور مبارک پور میں سپردِ خاک کیے گئے۔

مشق

ا۔ مناسب ترین جواب کا انتخاب کریں:

(i) نبی ﷺ فصاحت و بلاغت میں تھے:

الف۔ سب سے بڑھ کر ب۔ ممتاز ج۔ قابلِ فخر د۔ بے مثال

(ii) جب نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کو محفوظ کرنا شروع کیا گیا تو اسی دن سے شروع ہو گئی:

الف۔ نعت گوئی ب۔ قصیدہ گوئی د۔ سیرت نگاری ج۔ تاریخ نگاری

(iii) سبق ''کمالِ نفس اور مکارمِ اخلاق'' کس کتاب سے لیا گیا ہے؟

الف۔ سیرت النبی ﷺ ب۔ الرحیق المختوم ج۔ خاتم المرسلین د۔ اُسوۂ کامل

www.ilmkidunya.com

(iv)۔ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کو کہا جاتا تھا:

الف۔ امین　ب۔ امیر مکہ　ج۔ رئیس مکہ　د۔ سردار اعلیٰ

(v) آپ ﷺ مسکراتے تو دانت چمکتے:

الف۔ ستاروں کی طرح　ب۔ چاند کی طرح　ج۔ اولوں کی طرح　د۔ بجلیوں کی طرح

۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں:

الف۔ مصنف نے آپ ﷺ کے لیے ''جوامع الکلام'' کی لفظی ترکیب کس بنیاد پر استعمال کی ہے؟

ب۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی تربیت کن اوصاف کے ذریعے کی تھی؟

ج۔ اس سبق کو پڑھنے کے بعد حضور ﷺ کی شخصیت کے تین اوصاف اپنے الفاظ میں لکھیں۔

د۔ آپ ﷺ کی بلندی کردار کن باتوں سے ظاہر تھی؟

ہ۔ حضور ﷺ کے جود وسخا کے متعلق ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا کیا بیان ہے؟

و۔ حضور ﷺ کی شخصیت میں بہادری اور دلیری کس حد تک تھی؟ وضاحت کریں۔

ز۔ حضور ﷺ کی بہادری سے متعلق بیان کیے گئے واقعے کو اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

ح۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے حیادار ہونے کے متعلق کیا فرمایا؟

ط۔ اپنے روزمرہ کے معاملات (کاموں) میں حضور ﷺ کا کیا معمول تھا؟

ی۔ حضور ﷺ کی مجالس کی کیفیت کیا ہوا کرتی تھی؟

مرکزی خیال:

مرکزی خیال کا لغوی مطلب وہ خاص معنیٰ جسے ادبی اظہار کا روپ دینا، فن کار کا مقصد ہوتا ہے۔ اس لیے ادب پارے کو ایک دائرہ سمجھ لیا جاتا ہے اور مقصد کو مرکز۔ اصطلاحی اعتبار سے کسی بھی نظم یا نثر پارے کا نچوڑ یا اصلی مفہوم جس کو سامنے رکھ کر شاعر یا ادیب اسے تخلیق کرتا ہے، مرکزی خیال کہلاتا ہے۔ مرکزی خیال شاعر یا مصنف کے بنیادی پیغام کو سمجھ کر انتہائی مختصر الفاظ میں دو سے تین سطروں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

خلاصہ:

کسی تحریر کے اہم نکات کو بیان کرنے کے لیے لکھا جاتا ہے۔ زائد الفاظ، جملوں اور خیالات و تصورات کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ خلاصے میں واقعات اور جملوں کی تکرار سے بچا جاتا ہے۔ طویل جملوں کو مختصر بنایا جاتا ہے جب کہ متعدد پیراگرافوں کو ایک یا کم سے کم پیراگراف میں لکھا جاتا ہے۔ گویا خلاصہ کسی بھی تحریر کا مختصر تحریری اظہار ہوتا ہے لیکن اس میں اصل تحریر کا کوئی اہم نکتہ چھوڑا نہیں جاتا۔ اگر تحریر مکالمے کی صورت میں ہو تو خلاصے یا تلخیص کو رواں عبارت کی صورت میں پیراگراف میں لکھیں گے۔

۳۔ سبق ''کمال نفس اور مکارم اخلاق'' کو پڑھ کر اس کے اہم نکات کا خلاصہ لکھیں۔

۴۔ سبق کو پڑھ کر مصنف اور قاری کے نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی خیال تحریر کریں۔

www.ilmkidunya.com

درج ذیل عبارت سبق کے درمیان سے لی گئی ہے، ایک طالب علم اسے بلند آواز میں درست تلفظ کے ساتھ پڑھے جب کہ باقی طلبہ اس کے مرکزی خیال تک رسائی حاصل کر کے اس کے سیاق (دی گئی عبارت کے بعد کا حصہ) اور سباق (دی گئی عبارت سے قبل کا حصہ) کے ساتھ اس کے اہم نکات کو باری باری بیان کریں:

شجاعت، بہادری اور دلیری میں بھی آپ ﷺ کا مقام سب سے بلند اور معروف تھا۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ دلیر تھے۔ نہایت کٹھن اور مشکل مواقعے پر جب کہ اچھے اچھے جاں بازوں کے پاؤں اُکھڑ گئے، آپ ﷺ اپنی جگہ بر قرار رہے اور پیچھے ہٹنے کی بہ جائے آگے ہی بڑھتے گئے۔ پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی۔ بڑے بڑے بہادر بھی کبھی نہ کبھی بھاگے اور پسپا ہوئے ہیں مگر آپ ﷺ میں یہ بات کبھی نہیں پائی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب زور کا رَن پڑتا تھا اور جنگ کے شعلے خُوب بھڑک اُٹھتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی دشمن کے قریب نہ ہوتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک رات اہل مدینہ کو خطرہ محسوس ہُوا۔ لوگ شور کی طرف دوڑے تو راستے میں رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ واپس آتے ہوئے ملے۔ آپ ﷺ لوگوں سے پہلے ہی آواز کی جانب پہنچ کر، خطرے کے مقام کا جائزہ لے چکے تھے۔ اُس وقت آپ ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے، بغیر زین کے گھوڑے پر سوار تھے۔ گردن میں تلوار حمائل کر رکھی تھی اور فرما رہے تھے: "ڈرو نہیں، ڈرو نہیں۔" (کوئی خطرہ نہیں)

سبق کے پڑھے گئے درج ذیل حصے کو دہراتے ہوئے حوالوں اور دلائل کے ساتھ اظہار خیال کریں جب کہ آخر میں دی گئی جزئیات کو پیش نظر رکھ کر تبصرہ تحریر کریں:

آپ ﷺ اُٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر ضرور فرماتے، جگہیں متعین نہ فرماتے۔ یعنی اپنے لیے کوئی امتیازی جگہ مقرر نہ فرماتے۔ جب قوم کے پاس پہنچتے تو مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے اور اسی کا حکم فرماتے۔ سب اہل مجلس پر برابر توجہ فرماتے حتیٰ کہ کوئی جلیس یہ محسوس نہ کرتا کہ کوئی شخص آپ ﷺ کے نزدیک اس سے زیادہ باعزت ہے۔ کوئی کسی ضرورت سے آپ ﷺ کے پاس بیٹھتا یا کھڑا ہوتا تو آپ ﷺ اتنے صبر کے ساتھ اُس کے لیے رُکے رہتے کہ وہ خُود ہی واپس ہوتا۔

کوئی کسی ضرورت کا سوال کر دیتا تو آپ ﷺ اُسے عطا کیے بغیر یا اچھی بات کہے بغیر واپس نہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی خندہ جبینی اور اخلاق سے سب کو نوازا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ سب کے لیے باپ کا درجہ رکھتے تھے اور سب آپ ﷺ کے نزدیک یکساں حق رکھتے تھے، کسی کو فضیلت تھی تو تقویٰ کی بنیاد پر۔ آپ ﷺ کی مجلس حلم و حیا اور صبر و امانت کی مجلس ہوتی تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور نہ حُرمتوں پر عیب لگتے تھے۔ یعنی کسی کی بے آبروئی کا اندیشہ نہ تھا۔۔۔۔ لوگ تقویٰ کی بہ دولت، باہم محبت و ہم دردی رکھتے تھے۔ بڑے کا احترام کرتے تھے، چھوٹے پر رحم کرتے تھے۔ حاجت مند کو نوازتے تھے اور اجنبی کو اُنس عطا کرتے تھے۔ خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے۔ اپنے پاؤں وغیرہ نہ پھیلاتے۔

الف۔ اس عبارت میں ان مجلسی آداب کے متعلق بیان کیا گیا ہے جنھیں حضور ﷺ پیش نظر فرماتے۔ حضور ﷺ نے جن آداب کو ملحوظِ خاطر رکھا انھیں اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

ب۔ محفل میں اگر ہمارا مقام و مرتبہ ممتاز اور نمایاں بھی ہو تو ہمیں کس طرح کا طرزِ عمل اپنانا چاہیے؟ درج بالا عبارت کی روشنی میں تبصرہ تحریر کریں

www.ilmkidunya.com

تنقید:

عربی زبان کا لفظ ہے جو نقد سے ماخوذ ہے۔اس کے لغوی معانی ہیں: پرکھنا، کھوٹے اور کھرے کا فرق معلوم کرنا۔اصطلاح میں کسی ادیب یا شاعر کی تخلیقی کاوش کے محاسن اور معائب کا صحیح اندازہ کرنا اور سچائی کے ساتھ اپنی رائے پیش کرنا تنقید کہلاتا ہے۔تنقید چند ایسے اصولوں کا نام ہے جن کے باعث کسی ادب پارے کی تمام خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔استحسان کا مطلب ہے کہ کسی ادب پارے میں ایسی باتوں اور نکات کی تلاش ہے جن کی وجہ سے وہ ادب پارہ لوگوں میں اہل علم طبقے میں اچھا، مستحسن یا پسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔اس میں کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر بے لاگ رائے کا اظہار کیا جاتا ہے۔ان نکات کو پیش نظر رکھ کر جو گفت گو کی جائے گی اُسے تنقیدی گفت گو کہیں گے۔

فیچر:

سوشل اور الیکٹرانک میڈیا کے تیز رفتار دور نے پرنٹ میڈیا کی اہمیت وافادیت کسی حد تک کم کر دی ہے۔وہ روزنامے، رسائل اور جرائد جو کسی زمانے میں ہزاروں کی تعداد میں اشاعت پذیر ہوا کرتے تھے، حالات کی ستم ظریفی کہیے کہ اب اُن کی تعداد معدوم ہوتی چلی جا رہی ہے۔یہ اخبارات مختلف موضوعات پر خبریں، اداریے اور فیچر شامل اشاعت کرتے تھے۔اردو صحافت میں فیچر کی اصطلاح متعدد معانی میں مستعمل ہے۔مثال کے طور پر اگر کسی خبر کے کسی ایک پہلو یا زاویے کو کسی قدر نمایاں کرنا مقصود ہو تو اس پہلو کو فیچر کیا جاتا ہے۔اگر کوئی ایسی خبر گردش میں ہو جس میں عوام کی دل چسپی کا عنصر زیادہ ہو اور اس سے اخبار کی فروخت میں اضافے کا بھی امکان ہو تو اس خبر کو بھی فیچر کر دیا جاتا ہے۔مستقل عنوانات کے تحت بھی فیچر تحریر کیے جاتے ہیں۔گویا فیچر اس مضمون کو کہا جا سکتا ہے جس میں قارئین سے براہِ راست گفت گو کا اسلوب نمایاں ہو اور اس میں ڈرامائی، داستانی طرز اپنایا گیا ہو۔فیچر ایک بے ساختہ، دل چسپ تحریر ہے جس میں دی گئی معلومات یا خبروں کا مفہوم، معنی اور مطلب بہ آسانی پہنچ جاتا ہے۔چوں کہ صحافتی محضر کے مخاطب ہر ذہنی، فکری اور علمی سطح کے لوگ ہوتے ہیں اس لیے اسلوبِ تحریر ایسا اختیار کیا جاتا ہے کہ سب کی سمجھ میں آ جائے۔سائنسی، تحقیقی، لسانی، سماجی، معاشرتی، اخلاقی اور معاشی موضوعات کے فیچر بھی ہو سکتے ہیں۔

۷۔درج ذیل موضوعات پر کسی روزنامہ اخبار میں شائع ہونے والی تنقیدی بحث کو نوٹ کریں۔اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی موضوع کے حامل کسی فیچر، ڈرامے یا خبر پر کی گئی اس تنقید کو پوری کلاس کے طلبہ پانچ پانچ کے گروہوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کو سنائیں۔موضوع کی مناسبت سے ہر طالبِ علم اپنی رائے کا اضافہ بھی کرے:

الف۔سوشل میڈیا کے آداب

ب۔برداشت اور رواداری

ج۔تخفیفِ غربت

۸۔درج ذیل عبارت پڑھ کر اس میں درج معلومات اور تصورات کی پیش کش پر تبصرہ کرتے ہوئے قارئین پر ان کے اثرات کا تجزیہ کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے۔آپ طبیعت کی روانی، لفظ کے نکھار، فقروں کی جزالت، معانی کی صحت اور تکلف کی دوری کے ساتھ ساتھ جوامع الکلام (جامع باتوں) سے نوازے گئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نادر حکمتوں اور عرب کی تمام زبانوں کا علم عطا ہوا تھا۔چناں چہ

آپ ﷺ ہر قبیلے سے اُسی کی زبان اور محاوروں میں گفتگو فرماتے تھے۔ آپ ﷺ میں بدویوں کا زورِ بیان اور قوتِ تخاطب اور شہریوں کی شستگیِ الفاظ، شگفتگی و شائستگی جمع تھی اور وحی پر مبنی تائیدِ ربانی الگ سے۔

بُردباری، قوتِ برداشت، قُدرت پا کردر گذر اور مشکلات پر صبر؛ ایسے اوصاف تھے جن کے ذریعے اللہ نے آپ ﷺ کی تربیت کی تھی۔ ہر حلیم و بُردبار کی کوئی نہ کوئی لغزش اور کوئی نہ کوئی زبان کی بے احتیاطی جانی جاتی ہے مگر نبی ﷺ کی بلندی کردار کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کے خلاف دشمنوں کی ایذا رسانی اور بدمعاشیوں کی خود سری و زیادتی جس قدر بڑھتی گئی آپ ﷺ کے صبر و حلم میں اُسی قدر اضافہ ہوتا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ وہی کام اختیار فرماتے جو آسان ہوتا، جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔ اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اُس سے دُور رہتے۔ آپ ﷺ نے کبھی اپنے نفس کے لیے انتقام نہ لیا۔ البتہ اگر اللہ کی حُرمت چاک کی جاتی تو آپ ﷺ اللہ کے لیے انتقام لیتے۔

حروف اور ان کی اقسام:

حروفِ فجائیہ:

i۔ حروفِ ندا:

کسی کو پکارنے یا آواز دینے کے لیے استعمال ہونے والے حروف کو حروفِ ندا کہتے ہیں۔

مثلاً یا اللہ!، اوئے!، اجی!، او، ابے! وغیرہ

ii۔ حروفِ تحسین یا انبساط:

کسی کی تعریف یا خوشی کے اظہار کے لیے بولے جانے والے حروف کو حروفِ تحسین یا حروفِ انبساط کہتے ہیں۔

مثلاً سبحان اللہ!، شاباش!، واہ واہ!، مرحبا! وغیرہ

iii۔ حروفِ نفرین:

نفرت یا ملامت کے اظہار کے لیے استعمال ہونے والے حروف کو حروفِ نفرین کہتے ہیں۔

مثلاً تُف!، لعنت!، پھٹکار!، ہزار لعنت!، وغیرہ

iv۔ حروفِ تاسف:

یہ حروف غم یا افسوس کے اظہار کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

افسوس!، وائے!، ہائے!، اُف!، ہے ہے! وغیرہ

v۔ حروفِ تنبیہ:

وہ حروف جو خبردار کرنے اور ڈرانے کے لیے استعمال ہوں۔ مثلاً خبردار، زنہار، دیکھنا، وغیرہ

www.ilmkidunya.com

vi۔ حروفِ استعجاب:

تعجب اور حیرانی کے موقع پر استعمال ہونے والے حروف۔ مثلاً اللہ اللہ!، اللہ اکبر!، اوہو! وغیرہ

vii۔ حروفِ تہنیت:

کسی خوشی یا کامیابی کے موقعے پر استعمال ہونے والے حروف۔ مثلاً مبارک باد!، شاباش!، بہت خوب! وغیرہ

viii۔ حروفِ تمنا:

کسی تمنا، آرزو اور خواہش کے موقعے پر استعمال ہونے والے حروف۔ مثلاً: کاش کہ!، کاش!، اے کاش! وغیرہ

ix۔ حروفِ قسم:

وہ حروف جو قسم کھانے کے لیے استعمال ہوں۔ مثلاً بہ خدا!، واللہ! وغیرہ

۹۔ درج ذیل حروف کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کے جملے بنائیں تاکہ وہ تحریر و تقریر میں استعمال ہو سکیں:

اے!، بہت خوب!، اخ تھو!، سنو!، حاشا و کلا!، حیف!

سرگرمی

کالج میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر یک سیمی نار منعقد کرائیں جس میں صدر شعبہ اسلامیات سے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں "برداشت اور رواداری" کے موضوع پر تقریر کرائیں۔